

مولانا محمد عیسیٰ منصور، لندن

چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ کی اسلامی قوانین کے بارے میں حق گوئی

برطانیہ میں فروری ۲۰۰۸ء کے شروع میں چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ آرچ بشپ کٹربری ڈاکٹر روون ولیمز نے (جو دنیا بھر کے پروٹسٹ عیسائیوں کے عالمی سربراہ ہیں) نے برطانیہ میں اسلامی شریعت کے چند قوانین کے نفاذ پر غور و فکر کی دعوت دے کر یہاں کی فضا میں ارتعاش بلکہ تہلکہ مچا کر دیا، آرچ بشپ ڈاکٹر روون نے یہ تجویز غور و فکر کے لیے اپنی سنڈ (چرچ آف انگلینڈ کی پارلیمنٹ) میں پیش کی تھی مگر یہاں کا میڈیا (جس پر صیہونیت کی گہری چھاپ ہے) نے اس طرح ہنگامہ مچا کر دیا گویا صلاح الدین ایوبی نے برطانیہ پر حملہ کر دیا ہو، مغربی میڈیا نے نائن الیون کے بعد اسلام فوبیا کا جو ہوا کھڑا کیا ہے اسے اسلام کے خلاف شور و شغب کا بہانہ مل گیا چنانچہ میڈیا کی شرارت کے سبب ڈاکٹر روون ولیمز کو غصے میں بھرے دھمکی آمیز اور ناشائستہ الفاظ میں بہت سے فون، خطوط، اور ای میل ملے، آرچ بشپ کے شریعت کے بعض قوانین کی حمایت میں ہمدردانہ حمایت کے غیر متوقع بیان پر میڈیا تو ان کی مخالفت میں پیش پیش تھا ہی خود چرچ کی بعض ممبران اور سابق آرچ بشپ آف کٹربری لارڈ کیری نے بھی برطانیہ میں شریعت کے بعض قوانین کے نفاذ پر غور و فکر کی دعوت کو خطرناک قرار دے کر ڈاکٹر روون پر تنقید کی حتیٰ کہ برطانوی پارلیمنٹ میں بشپ ولیمز کے استعفیٰ کی گونج سنائی دی۔ کینٹ پولیس کے سنیر ذرائع نے صورتحال کو دیکھتے ہوئے آرچ بشپ کو چوبیس گھنٹہ پولیس تحفظ کی پیش کش کی، اور ان کی سیکورٹی کے حوالے سے گہری تشویش کا اظہار کیا لیکن آرچ بشپ ڈاکٹر روون ولیمز نے پولیس کی پیش کش کو مسترد کر دیا، انہوں نے پولیس کو بتایا کہ وہ نہ اپنے بیان پر معذرت کریں گے نہ ہی استعفیٰ دیں گے اور اپنا موقف پولیس کے بجائے اپنی سنڈ (چرچ آف انگلینڈ کی پارلیمنٹ) میں پیش کریں گے دلچسپ بات یہ ہے کہ ڈاکٹر روون ولیمز نے برطانیہ میں کسی متوازی عدالتی نظام کی تجویز پیش نہیں کی بلکہ انہوں نے صرف یہ کہا کہ شادی بیاہ، طلاق و وراثت جیسے بعض معاملات میں بعض اسلامی قوانین کی جگہ موجود ہے اور اسلامی شریعت کے چند قوانین اختیار کر لینے سے برطانیہ میں رہنے والی مسلمان کیونٹی سے سماجی قربت اختیار کرنے میں مدد ملے گی۔ آرچ بشپ نے بڑے پتہ کی بات کہی مسلمانوں کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ شریعت قانون نہیں اصول قانون ہے یعنی شریعت نے وہ

بنیادی اصول فراہم کیے ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہر دور کے تقاضوں ہر معاشرہ کی ضروریات، ہر قوم و نسل کے مزاج و نفسیات کی رعایت کے ساتھ قانون سازی ہو سکتی ہے۔ یہ ایک عالمی یہودی کا اصولی ضابطہ ہے اس بات پر برطانوی میڈیا نے اسلام کے خلاف جذبات میں آگ لگادی جس میں سیاست دانوں سمیت اکثر طبقہ بہہ گئے اور ہر طرف سے ان پر پتھروں کی بارش ہونے لگی ایسے میں ان کی اصل حمایت ان کی سنڈ (چرچ کی پارلیمنٹ) اور ان کے اپنے طبقہ سے ملی ان کے حق میں ایک مضبوط آواز چرچ آف اسکاٹ لینڈ کی سربراہ روریڈ کیسک کی تھی انہوں نے کہا بعض افراد نے جان بوجھ کر آرج بشب کے الفاظ کو غلط معنی پہنائے اور انہیں ذاتی طور پر نشانہ بنایا ہے جو انتہائی افسوس ناک ہے میں ڈاکٹر ولیمز کے شانہ بشانہ کھڑی ہوں اور سمجھتی ہوں کہ ہم خوش قسمت ہیں جن کے پاس ایک ایسا رہنما موجود ہے جو بعض اہم نازک مسائل پر گہری سوچ و دیکھار سے بحث کا آغاز کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے یہ خوشی کی بات ہے کہ ایک دوسرے مذہب کے اعلیٰ ترین رہنما نے زمینی حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی قوانین کے متعلق ایک مثبت بحث کا آغاز کر دیا ہے اس بحث کا مقصد ایک سیکولر نظام میں رہنے والے اقلیتی کیونٹیو کے لوگوں کو ان کے مذہبی عقائد کے مطابق زیادہ سے زیادہ سہولتیں پہنچانا ہے اور ملکی قوانین مذہب کے درمیان زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی پیدا کرتی ہے اس کا اطلاق صرف اسلام یا مسلمانوں ہی تک محدود نہیں ہوگا بلکہ بتدریج دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی اس کا فائدہ پہنچے گا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ چرچ آف انگلینڈ کے پارلیمنٹ نے آرج بشب آف کثربری ڈاکٹر روون ولیمز کے ریمارکس کے خلاف میڈیا کے عام رد عمل پر مایوسی کا اظہار کیا اور آرج بشب کی حمایت کا اعلان کیا۔ سنڈ (پارلیمنٹ) کا اجلاس شروع ہونے سے قبل بشب آف لچھیلڈ جو ناقص گلیڈ نے کہا کہ ڈاکٹر ولیمز کے ریمارکس کو غلط سمجھا گیا ہے، آرج بشب کوئی فیصلہ نہیں دے رہے تھے محض غور و خوض کے لیے ایک مسئلہ اٹھا رہے تھے، سنڈ میں جب ڈاکٹر ولیمز نے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے خطاب کے دوران کہا کہ ان کی بات کو غلط انداز میں لیا گیا ہے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ برطانیہ میں مسلم کیونٹی بعض اسلامی قوانین پر پہلے ہی عمل پیرا ہے اس سے ایک وقت آئے گا جب اس عمل کو قانون کا حصہ بنانا ہوگا اس پر انہیں ارکان سنڈ کی طرف سے بھرپور حمایت ملی اور برطانوی میڈیا کی غوغا آرائی اور طوفان سمندر کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ یہ بات قابل غور ہے مسلم رہنماؤں اور تنظیموں کا رد عمل اکثر منفی تھا بیرون سعیدہ وارثی نے کہا شرعی قوانین سے اتحاد کے بجائے تقسیم میں اضافہ ہوگا، دو متوازی نظام قانون معاشرے کے بہت بڑے حصہ کو تنہائی کا شکار کر دیں گے اور قانونی تضادات میں اضافہ ہوگا، دوسرے کئی مسلم رہنما شریعت سے برات کرتے نظر آئے بعض ماڈرن خواتین نے برملا کہا ہمیں شریعت نہیں چاہئے، برطانوی قانون نہایت عمدہ ہے، دینی تنظیموں اور علماء کرام نے عام طور پر اس بحث میں حصہ لینے کی ضرورت نہیں سمجھی، شاید ان کے نزدیک

یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیے کہ شروع ہی سے مغرب میں اسلام کا مطالعہ کرنے والے تقریباً تمام ہی طبقات (مورخین، ادیب، شعراء) کا تعلق ارکان کلیسا اور چرچ سے رہا، ان کے نزدیک یورپ پر بیرونی مسلمانوں کے عسکری و سیاسی دباؤ کا واحد تحفظ اسلام کے خلاف نفرت انگیز جھوٹا پروپیگنڈہ تھا، صلیبی جنگوں میں جب پورا یورپ تین صدیوں تک اپنی پوری طاقت جھونک کر بھی اسلام کو ختم نہیں کر سکا تو ریمینڈ مل اور راجر بیکن جیسے اسکالر نے پوپ کے سامنے اسلام کی بیخ کنی کے لیے اسلام کے مطالعہ کی تجاویز رکھیں، طویل بحث و مباحثہ کے بعد اسے منظوری مل گئی چنانچہ شروع ہی سے مغرب کے مطالعہ اسلام کا بنیادی مقصد اسلام کی خامیاں تلاش کرنا اور اسلام پر نظریاتی حملوں کے لیے مواد جمع کرنا تھا جب تک مغرب کو مسلمانوں سے عسکری خطرہ رہا اس وقت تک مستشرقین کی تحریروں میں شدید تر عناد و نفرت میں ڈوبی رہیں جیسے جیسے خطرہ کم ہوتا گیا کھلے عناد و نفرت کی شدت میں بظاہر کمی آتی گئی۔ بیسویں صدی میں جب مغرب کو عالم اسلام پر ہمہ جہتی غلبہ حاصل ہو گیا اور مسلمان عسکری، سیاسی، علمی، فکری طور پر مغلوب ہو گئے تب اسلام کو سمجھنے کی کوشش شروع ہوئی غرض مغرب میں اسلام کا مطالعہ کرنے والا گروپ (مستشرقین) کی حیثیت ہمیشہ یہاں کی حکومتوں کے آلہ کار کے ہر اول دستہ کی اور ان کی تحریروں کی حیثیت اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کی تھی اس لئے سترہویں صدی کی تحریروں کی زبان انہیں "مغربی اور اسلام کے خلاف" (خلافت عثمانیہ کے کمزور

ہو جانے کے باعث) زبان میں کچھ متانت و سنجیدگی لے لی کچھ کچھ اسلامی معاشرتی، تاریخی، علمی اثرات دہلی زبان سے تعلیم کئے جانے لگے، پہلے مغربی مورخین، مصنفین اسلام کا مطالعہ ترکی سے شروع کرتے تھے، اٹھارویں صدی میں سائمن اوکلے نے وصال نبوتی سے شروع کیا پھر انیسویں صدی عالم اسلام کے ابتلاء اور شکست کی صدی تھی اب مغرب نے عالم اسلام کو سیاسی، اقتصادی علمی و فکری طور پر شکنجہ میں جکڑ لیا تھا اب اسلام کے مزید کچھ حاسن تسلیم کئے جانے لگے تھے، انیسویں و بیسویں صدی کے مغربی اہل قلم کی تحریریں احساس برتری سے لبریز ہیں کہ اصل تہذیب، مذہب و قانون مغرب کا ہے اسلام کا جینا اس کے موافق اچھا غیر موافق خراب اب تکبر کے احساس سے طعن و تشنیع، دل آزاری اور انتقامی انداز نمایاں ہو اغرض مغربی اسکا لرزدانوروں کی تحریریں ہمیشہ سے سرد جنگ کا حصہ تھیں ان کا پروپیگنڈہ اس قدر شدید و طاقت ور ہے کہ ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ جس نے اسلام کو اپنے اصل ماخذ کے بجائے مغربی تحریروں سے پڑھا ہے اس کی سوچ و فکر مکمل طور پر مغربی اہل قلم و مستشرقین سے ہم آہنگ ہے مغرب میں روزگار کی خاطر آنے والے مسلمانوں کی بھاری اکثریت اسلام کے حوالے سے بے یقینی کا شکار ہے، نظریاتی بے یقینی معاشرہ کا شیرازہ بکھیر دیتی ہے نیز طاقت ور حریف انہیں بآسانی اپنے ہی معاشرہ کے خلاف الہ کار بتا لیتا ہے جیسا کہ برطانیہ میں ہزاروں مسلمان MIS (برطانوی اعلیٰ جنس) کے لیے کام کر رہے ہیں ان میں بے شمار مولوی بھی ہیں یہ علمی سرد جنگ (مستشرقین) کی ہے جو تقریباً پانچ صدیوں سے جاری ہے اس کا احاطہ تو کجا ابھی تک اس کے بیشتر گوشے پردہ راز میں مستور ہیں تاہم تاریخ میں پہلی بار اب موقع آیا ہے کہ آج گلوبل ولیج کے عنوان سے مغرب اور اس کے واسطے سے پوری دنیا میں جو عالمی ضابطہ اخلاق اور معاشرتی اقدار کی تدوین و ترتیب ہو رہی ہے اس میں ہم اسلام، قرآن اور شریعت کے انسانی معاشرہ کے لیے مفید، بہبودی کے ضامن اور مثبت پہلوؤں سے مغرب کو روشناس کرایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح انسانی معاشرتی و اجتماعی مسائل کے حل کے لیے سیرت نبوتی کے بہت سے گوشے مدد و معاون ہو سکتے ہیں۔ کیا مغرب میں رہنے والے کروڑوں مسلمان اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھا سکیں گے؟

آج کی دنیا ایک بستی یا گاؤں (گلوبل ولیج) اور مختلف ممالک اس کے محلے بن چکے ہیں۔ ہر ملک ملٹی نیشن، ملٹی کلچر ملٹی دیسلینجن ملک ہے۔ دنیا کے ہر بڑے شہر میں ایک پڑوسی کرکچن، دوسرا یہودی، تیسرا سوشلسٹ یا بدھٹ ہونا عام بات ہو گئی ہے، نیز سیکولرزم، ڈی کریسی، انسانی حقوق کو عصری دنیا بطور ایک عقیدہ مذہب کے تسلیم کر چکی ہے اور سیکولرزم کے معنی کسی خاص مذہب یا تمدن کی ترجیح کے بجائے ہر مذہب و کلچر کو مساوی حقوق دینا اور سب کے لیے موقع فراہم کرنا ہے تاکہ ہر مذہب و کلچر کا فرد باہمی رواداری قربت، محبت سے رہ کر ملک و قوم کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکے آج دنیا میں سب سے اہم مسئلہ یہی باہمی قربت، افہام و تفہیم، رواداری کا ماحول ہے جب تک دنیا کی دو بڑی قوموں (مسلمان و کرکچن) کے درمیان یہ رواداری و افہام و تفہیم کی روایت قائم نہیں ہوتی دنیا میں اس کا خواب

کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ ان دو بڑی قوموں کے درمیان نکر اوؤ کشیدگی سے صرف اور صرف صیہونی نسل پرستوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ اس طرح انہیں دونوں قوموں پر پھر اپنے خونی پٹے گاڑنے کا مزید موقع ملے گا یہ بات مغرب جتنی جلدی سمجھ لے اس کے اور انسانیت کے حق میں بہتر ہوگا۔

اس وقت دنیا کا سب سے مقبول نظام و سسٹم ڈیموکریسی و سیکولرزم ہے جس پر مغرب کا نہ صرف ایمان واثق ہے بلکہ وہ اس کی خاطر قوموں کی نسل کشی پر بھی آمادہ ہے افغانستان و عراق میں اپنی خوریزی کو جواز دینے کے لیے امریکہ اور نیٹو کا یہی دعویٰ ہے کہ ہم ڈیموکریسی و سیکولرزم کی برکات بانٹنے آئے ہیں اور دونوں کی روح ہے حکومت اور قوانین معاشرہ کی مرضی و منشاء کے مطابق ہوں نہ کہ باہر سے مسلط کئے جائیں حتیٰ کہ دنیا کے کسی (بڑے اسٹپ) پارلیمنٹ کو بھی یہی حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ عوام کی مرضی کے خلاف کسی سپر پاور کے دباؤ میں آکر قوانین معاشرہ پر مسلط کرے غرض یہ عصر حاضر کی بنیادی ضرورت ہے کہ رواداری و انہام و تفہیم کا ماحول قائم کرنے کے لیے اقوام عالم کو چند مشترکہ نکات پر اتحاد و اشتراک کرنا ہوگا۔ چودہ سو ۱۴۰۰ سال پہلے قرآن نے تینوں آسمانی مذاہب کے لیے مفاہمت و اتحاد کا تین نکاتی فارمولہ دیا تھا (۱) خالق کے سوا کسی کی حقیقی عبادت و تابداری نہ کی جائے (۲) اس عبادت و اطاعت میں کسی بھی طاقت و قوت کو شریک نہ ٹھہرایا جائے (۳) اقوام عالم (طاقت ور و کمزور) ایک دوسرے پر رب و خالق بن کر اپنی مرضی مسلط نہ کریں پہلے دو در ۲ نکات یہودیت، کرچھٹی اور اسلام میں مسلم ہیں، یہ تینوں آسمانی مذاہب توجیہ کے قائل اور شرک سے بیزار ہیں البتہ مغرب تیسرے نکتہ کے خلاف ڈیڑھ ہزار سال سے پاپا کر لسی میں مبتلا رہا ہے، کرچھٹی کے مذہبی طبقہ سے بنیادی غلطی یہی ہوئی کہ انہوں نے خالق کا اطاعت و قانون سازی کا حق پوپ کو دے کر اسے علماء رب و خالق کا درجہ دے دیا تھا ہزار سال تک پوپ مطلق العنان بن کر مذہبی، معاشرتی، سیاسی حتیٰ کہ شہنشاہوں کے فیصلے کرتا رہا، یہ فیصلے محض اس کی ذاتی مرضی و صوابدید پر مبنی ہوتے تھے اور دنیا کی کسی عدالت میں انہیں چیلنج نہیں کیا جاسکتا تھا اس سے فائدہ اٹھا کر پوپ نے اپنے اقتدار کی خاطر یورپ کے عوام و معاشرہ پر اپنی غلامی مسلط کر دی، سوچ و فکر پر پھرے بٹھا دیئے ہزار سال پوپ کے مطلق العنان اقتدار کے تاریک دور (Dark) کے بعد علم و سائنس کا دور شروع ہوا تو جرج نے استبدادی طاقت سے لاکھوں اہل فکر و تحقیق کو قتل و زندہ جلا کر علم و سائنس کی راہ روکنی چاہی، یورپ نے کرچھٹی کی اس غلطی (پاپا کر لسی) کا صدیوں تک خمیازہ بھگتا، اس علم و مذہب کی جنگ میں اعلیٰ اخلاقی قدریں زوال پزیر ہو کر مغرب میں اخلاقی انارکی کا دور شروع ہوا پھر گزشتہ دو صدیوں میں سازش سرمایہ، و میڈیا کی بدولت مٹھی بھر شاطر ٹولہ (صیہونی ٹوکون) نے یورپ کے معاشرہ کو بے بس کر کے یرغمال بنالیا اب مغرب کے عوام کو اس گھناونی سازش کا احساس ہونے لگا ہے، چنانچہ یہ شیطانی ٹولہ جی ایٹ و سرمایہ دار ملٹی کمپنیاں جہاں کہیں جمع ہوتے ہیں نفرت کی صورت میں عوام کا رد عمل سامنے آتا ہے مگر اب تک یہ انسانیت کے سارے وسائل پر قابض ہونے کی وجہ سے یہ ٹولہ کامیاب ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا شرعی پاپا کر لسی کی طرح ہوتا نظر آ رہا ہے بقول

ایک مفکر کے تاریخ کا پھیرا اگرچہ آہستہ چلتا ہے مگر پختہ بار یک ہو جاتا ہے مغرب کا معاشرہ ایک بار بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا ہو کر بکھراؤ کی طرف چل پڑا ہے اگر مغرب کے مفکرین و اہل دانش نے گلوبل ویج معاشرہ کے لیے اقتدار و مضابطہ تلاش نہ کیا تو تباہی سامنے کی بات ہے۔ یہ مسلم علماء و اہل دانش کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے کہ عالمی انسانی بہبودی کی اقدار و مضابطہ کے تعین میں شریعت، فقہ اسلامی ردل کیا ہوا اگر ہمارے علماء و اہل دانش اس خلا کو پر کرنے پر اپنی سوچ و فکر اور علمی کاوشوں کا رخ کر سکیں اسلام ہی کی نہیں پوری انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔

اسلامی قانون و شریعت کا امتیاز: اسلامی قانون کا امتیاز یہ ہے کہ یہ بنیادی طور پر غیر سرکاری قانون ہے جس کے بنانے مرتب کرنے اور توسیع دینے میں کبھی بھی کسی حکومت، ریاست، طاقت و طبقہ کی مداخلت نہیں رہی یہ عوامی عمل کے ذریعہ مرتب ہوا، امام ابوحنیفہؒ قانونی تاریخ کے عظیم ترین دماغوں میں ایک تھے جن کی تعبیر قانون کو مسلمانوں کا دو تہائی کے قریب حصہ تسلیم کرتا ہے وہ کسی حکومتی قانون ساز ادارہ کے رکن نہیں تھے، امام احمد بن حنبلؒ جن کے فقہی اقوال کو آج سعودی عرب میں قانون کی حیثیت حاصل ہے ان کو کسی بادشاہ نے قانون سازی کے لیے مقرر نہیں کیا تھا اسلام کی پوری تاریخ گواہ ہے اگر کبھی کسی حکمران یا فوجی ڈکٹیٹر نے طاقت کے زور پر کوئی قانون نافذ کرنا چاہا تو مسلم عوام نے اسے مسترد کر کے علماء و فقہاء و عابدین کے آراء پر عمل کیا جبکہ دنیا کے تمام قوانین (بشمول کرچینٹی کے مذہبی عقائد) شہنشاہوں اور طاقت ور حکمرانوں کی مرضی کے مطابق مرتب ہوئے حتیٰ کہ فقہ کے کونسلوں کے گہرے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کرچینٹی کے بنیادی مذہبی عقائد تک تمام قوانین و فیصلے رومن شہنشاہ کی مرضی سے بنتے رہے نہ کہ کونسلوں کے اراکین (جو صرف مذہبی پادری ہوتے تھے) کی آراء سے دنیا کے تمام قوانین و دساتیر کی تاریخ یہی ہے کہ پہلے ریاست قائم ہوئی پھر اس نے اپنی طاقت سے قانون بنا کر نافذ کیا مگر اسلام میں قانون پہلے بنا پھر اس کے مطابق ریاست قائم ہوئی، اسلام میں ریاست کا جواز صرف اس وقت تک ہے جب تک وہ قانون شریعت کی حفاظت و نفاذ کرے، ورنہ وہ اپنا قانونی جواز کھو بیٹھتی ہے۔

آج مغرب بلکہ دنیا کا ایک بڑا مسئلہ جرائم کی بہتات و کثرت ہے ہر سال کا ریکارڈ بتاتا ہے کہ قتل، چوری، ڈکیتی، زنا بالجبر سمیت تمام جرائم دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں انہیں ختم کرنا بلکہ کم کرنے کی ہر کوشش ناکام ہے دنیا کی سب سے ترقی یافتہ و تمدن کہلانے والی قوم امریکہ میں ہر روز بلکہ ہر گھنٹہ کے جرائم کے ہوشربا اعداد و شمار اس بات کی دلیل ہے کہ مغربی قوانین جرائم کی روک تھام میں بالکل ناکام ہو چکے ہیں مغرب کے ہر ملک میں جتنی جیلیں تعمیر ہوتی ہیں ناکافی ہو جاتی ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے مغربی تہذیب میں سب سے زیادہ حقوق مجرموں اور قاتلوں کے ہیں۔ امریکہ میں ایک شخص سو ۱۰۰ کے قریب معصوم بچوں کو اغوا کر کے ان سے بد فعلی و بدکاری کر کے بے دردی سے قتل کرتا ہے جب پکڑا جاتا ہے تو امریکہ کے بہت سے نامور وکیل انسانی ہمدردی میں اسے پھانسی سے بچانے کے لیے میدان میں آ جاتے ہیں۔ جبکہ یہ معلوم تاریخی حقائق ہیں کہ اسلام کا یہ عقائد و اصول

ہیں۔ چودہ سو ۱۴۰۰ سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی اسلامی قانون شریعت سے کسی ملک و قوم نے فائدہ اٹھایا تو سوسائٹی کو جرائم سے پاک کرنے میں انتہائی مدد ملی آج سعودی عرب میں اسلامی قانون و شریعت کے صرف ایک چھوٹا سا حصہ (حدود و قصاص) کے نفاذ کی وجہ سے وہاں جرائم کی تعداد دنیا میں سب سے کم ہے کیا یہ بات اقوام عالم اور مغرب سمیت ہر تمدن و معاشرہ کے لیے غور و فکر کا تقاضہ نہیں کرتی گلوبل ولیج کا بنیادی تقاضہ ہے کہ رنگ و نسل، قومیت و طبقہ کی حد بندیوں سے بالاتر ہو کر کھلے دل سے دنیا کے تمام قوانین، شرائع، دساتیر کا جائزہ لیا جائے مطمع نظر صرف جرائم کا خاتمہ اور انسانی بہبود ہونہ کہ کسی خاص تمدن و آئین کا تسلط (آرچ بشپ ڈاکٹر ولیمز کے ریمارکس سے برطانیہ میں مسلمانوں کو شریعت کے حوالہ سے شریعت کا صحیح موقف پیش کرنے کا سنہری موقع پیش آیا تھا مگر مسلمان اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکے اس کے برخلاف اسلام دشمن (صیہونی و نیوکون) طاقتوں نے میڈیا کے ذریعہ اسلام کا حوا کھڑا کر کے اقوام یورپ کو ذرا دیا حتیٰ کہ وضاحت کے بہانے ڈاکٹر روون ولیمز کو بھی ایک حد تک پسپائی اختیار کرنی پڑی لیکن اس بحث سے مثبت نتائج بھی نکلیں گے چنانچہ ۲۸ فروری برطانیہ کے دور روزناموں فائنشل ٹائمز اور ٹیلی گراف نے خبر دی ہے کہ حکومت سنجیدگی سے سوچ رہی ہے کہ برطانیہ میں بسنے والے مسلم علماء کو اسلامی قانون اور شریعت کی باقاعدہ ٹریننگ دی جائے اس مسئلہ میں برطانیہ کی اسلام دشمن اور اسلام کے متعلق سخت گیر پالیسیوں کے حامی قوتوں کی پوری کوشش ہوگی کہ شریعت لاء کی تعبیر و تشریح مغربی نکتہ نظر کے مطابق یا دوسرے الفاظ میں مغربی اقدار و سسٹم کو کسوٹی بنا کر کی جائے لیکن قدرت نے ہمارے لیے بھی بہت سے مواقع پیدا کر دیئے ہیں کہ ہم اسلام و شریعت کے انسانی سوسائٹی کے متعلق فلاح و بہبود اور فائدہ مند پہلوؤں کو سامنے لائیں جن میں ایک یہ ہے کہ اسلام نے اس دور میں جب ایک مذہب تمدن کے لوگوں کے درمیان دوسرے مذاہب کا زندہ رہنا مشکل تھا دوسرے مذاہب و شرائع کو اپنے مذہبی قوانین کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ان پر عمل پیرا ہونے کی مکمل ضمانت دی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے بیثاق مدینہ میں یہودیوں اور مدینہ و اطراف کے غیر مسلم بت پرست قبائل کو پوری آزادی کے ساتھ ان کے قوانین پر چلنے کی آزادی دی۔ اسی طرح دور خلفاء راشدینؓ میں یروشلم، عراق، وسط ایشیاء کے تمام مفتوحہ ممالک میں تمام مذاہب و اقوام کو ان کے قوانین پر چلنے کی آزادی و تحفظ فراہم کیا، آج بھی مصر کے قبطی کرچین ہوں یا عرب کے یہودی سب آزادی سے اپنے قانون و شرائع پر عمل پیرا ہیں، اگر یہی حق اکیسویں صدی میں مغرب میں بسنے والی مختلف مذاہب کی کمیونٹیز کو مل جاتا ہے تو اس سے کوئی آسمان نہیں ٹوٹ پڑے گا، نہ یہاں کے عدالتی سسٹم و قانون کے لیے کوئی خطرہ یا مسئلہ پیدا ہوگا بلکہ ملک میں بسنے والی کمیونٹیز میں باہمی ہم آہنگی اور قربت کا ذریعہ بنے گا۔ جب آرچ بشپ کے ذریعہ برطانوی میڈیا میں یہ بحث چھڑ گئی ہے تو ہماری پوری کوشش ہونی چاہیے کہ بحث کو مثبت رنگ دیں کہ شریعت صرف چور کا ہاتھ کاٹنے یا زانی کے سنگسار کرنے کا نام نہیں ہے، حدود و قصاص کا نفاذ اسلام میں معاشرہ کی مکمل اصلاح اور معاشرہ کے مکمل طور پر آخری آسانی کا نام ہے۔